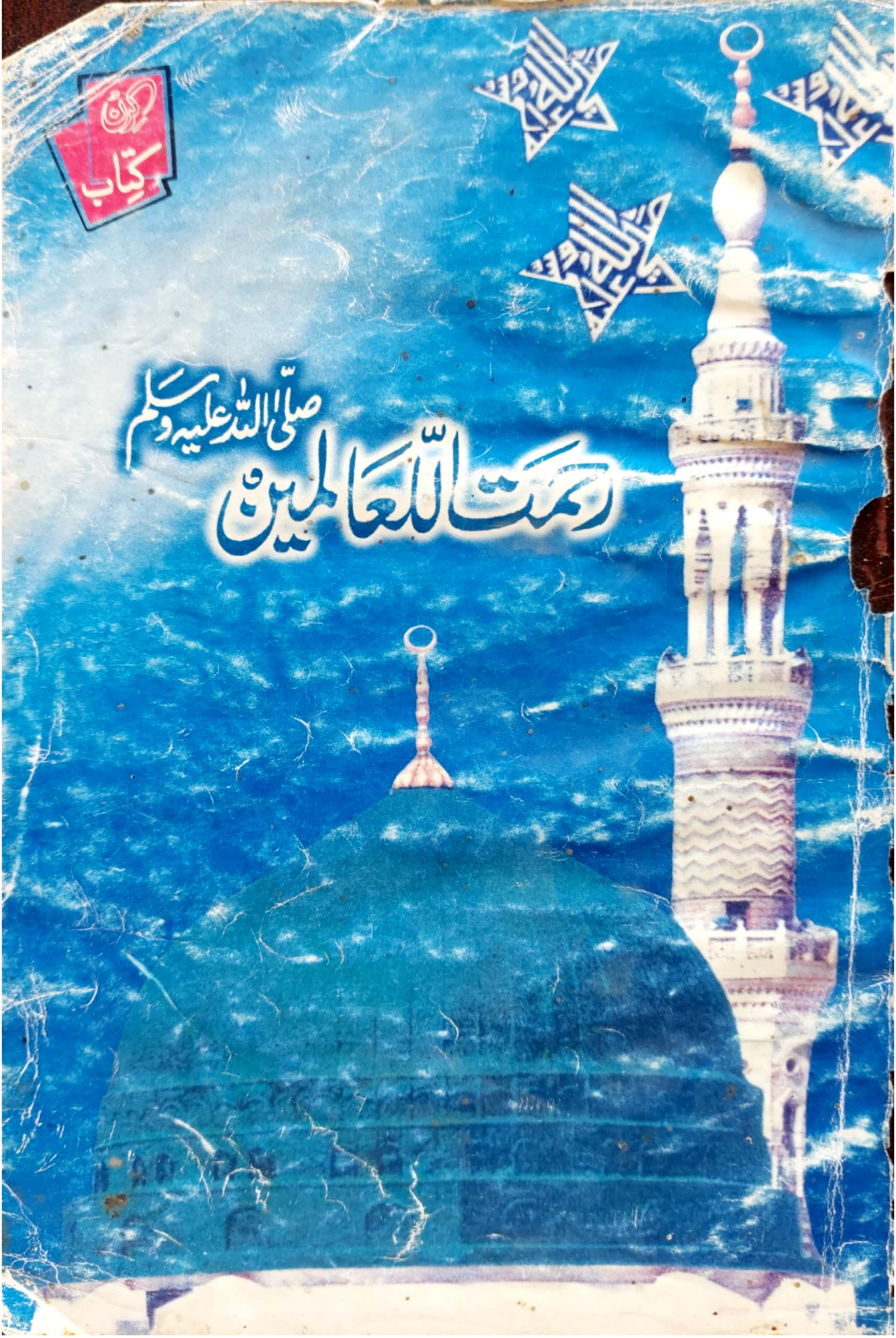

کرن
کتاب
صلی اللہ علیہ وسلم
رحمت اللعالمین

کرن کتاب

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم



ماہنامہ کرن، ۳۷، اردو بازار کراچی



حمد باری تعالیٰ

لا الہ الا ہو، لا الہ الا ہو

ایک طلب ہے ایک ہی خو لا الہ الا ہو

اب تو ہی تو اور تو ہی تو لا الہ الا ہو

تیری عبادت کیا کہنا، تیری حقیقت کیا کہنا

ہوگئی دنیا قبلہ رو لا الہ الا ہو

اٹھ گئے آنکھوں سے پردے راز کھلے سب جلووٗں کے

مجھ سے اب کیا دُور ہے تو لا الہ الا ہو

مجھ کو اپنی ہستی کا، چل جائے اک روز پتہ

سامنے جب ہو میرے تو لا الہ الا ہو

تجھ کو دیکھا ہے اکثر، تجھ کو سنا ان کو سن کر

تجھ میں ہیں وہ اور ان میں تو لا الہ الا ہو

صلی علیٰ سے گونج اٹھی تیرے حرم کی آج فضا

آئی مدینے کی خوشبو لا الہ الا ہو

تیرے حبیبؐ کے صدقے میں در تک تیرے پہنچا ہے

یں اثر کے تیری خو لا الہ الا ہو

بشریت کاملہ

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات عالی صفات تمام اخلاق و خصائل، صفات و جمال میں اعلا و اشرف اقویٰ ہے۔ ان تمام کمالات و محاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت و طاقت کے باہر ہے کیونکہ وہ تمام کمالات جن کا عالم امکان میں تصور ممکن ہے، سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظہر ہیں۔

امتیاز خصوصی

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کتاب "تہذیب" میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات اور اعلا صفات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں جمع فرمادی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کے علوم سے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شایان شان تھے، بہرہ ور فرمایا تھا۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے، کچھ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے، نہ انسانوں میں سے کوئی آپ کا معلم تھا۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے علوم عطا فرمائے گئے تھے، جو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں کسی اور کو نہیں دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات ارضی (زمین) کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی مال و متاع کے بدلے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم و حکمت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سب سے زیادہ محترم، سب سے زیادہ منصف، سب سے زیادہ حلیم و بردبار، سب سے زیادہ پاک دامن و عفیف اور لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کی ایذار سانی پر سب سے زیادہ صبر و تحمل کرنے والے تھے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے اشرف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں سب سے زیادہ اعتدال تھا اور جس میں یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر فعل بہترین افعال کا نمونہ ہوگا۔ وہ تمام لوگوں میں حسین ترین صورت والا ہوگا اور اس کا خلق اعلا ترین اخلاق کا نمونہ ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ جسمانی اور روحانی کمالات کے جامع اور خوبصورت اور نیک سیرتی کے حامل تھے اور سب سے زیادہ کریم، سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جود و سخا والے تھے۔

صورت زیبا

حدیث شریف : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا۔ گویا آپ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ (مدارج النبوۃ۔ از کتاب الشفاء)

ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے : دیکھنے والوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور عظیم، بزرگ اور دبدبے والا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔

حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طیب و مطیب ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہرگز نہیں دیکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستے سے گزرتے اور کوئی شخص آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔ یہ خوشبو بغیر خوشبو لگائے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں تھی۔

بس گئی ہے فضا میں نکہت حسن
وہ جہاں بھی جدھر سے گزرے ہیں

(نشر الطیب)

غار حرا

مکہ معظمہ سے پانچ کلو میٹر پر ایک غار تھا جس کو حرا کہتے ہیں۔ ریاضت تنہائی میں اس سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان کا پورا مہینہ غار حرا میں بسر کرتے اور مراقبہ کرتے۔ گھر سے مہینہ بھر کے لیے مختصر سامان ساتھ لے جاتے۔ وہ ختم ہو جاتا تو پھر گھر پر تشریف لاتے اور پھر واپس جا کر مراقبہ میں مصروف ہوتے اور یہاں دنیا و مافیہا سے بے نیاز یکسوئی کے ساتھ سوچ و بچار میں ڈوبے رہتے۔ اس حالت میں کھانے پینے، حتیٰ کہ اپنی ذات تک کا ہوش نہ رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اہل مکہ کے معاشرہ میں دلچسپی نہ ہونے سے غار حرا **تخنث** (عبادت) بجائے خود ایک انجمن تھی۔

یہ عبادت کیا تھی؟ عینی شرح بخاری میں ہے۔

یہ سوال کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا تھی؟

جواب یہ ہے کہ "غور و فکر و عبرت پذیری۔"

یہ وہی عبادت تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ابراہیم علیہ السلام نے نبوت سے پہلے کی تھی۔ ستاروں کو دیکھا تو چونکہ تجلی کی جھلک تھی۔ دھوکا ہوا، چاند نکلا تو اور بھی شبہ ہوا، آفتاب پر اس سے زیادہ لیکن جب سب نظروں سے غائب ہو گئے تو بے ساختہ پکار اٹھے۔

"میں فانی چیزوں کو نہیں چاہتا۔"

"میں اپنا منہ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے زمین و آسمان پیدا کیا۔"

(انعام ۹)

اقراء (پڑھیے اپنے رب کے نام سے)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر پوری کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں خلوت گزین تھے تو سوموار کے روز یکایک جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے۔

یہ رمضان کا مہینہ تھا اور اس کے ختم ہونے میں ابھی سترہ دن باقی تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔ جو خواب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے، وہ ایسا ہوتا کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی پسند ہو گئے اور خار حرا میں خلوت گزین ہو کر عبادت کرنے لگے۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے **تخنث** کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی کئی کئی شب و روز تک مسلسل عبادت گزاری کے ہیں۔) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امر حق آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا بھیجا ہوا فرشتہ ظاہر ہوا۔

یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو فرشتوں میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہیں اور جو ہمیشہ سے خدا کا پیام اس کے رسولوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نمودار ہو کر کہا:

"پڑھیے۔"

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔"

اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر بھینچا۔ یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا۔

"پڑھیے۔"

میں نے کہا۔ "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔"

اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور کہا۔

نعت رسول صلی اللہ علیہ و سلم

جشن آمد رسول اللہ ہی اللہ
بی بی آمنہ کے پھول اللہ ہی اللہ
جب کے سرکار تشریف لانے لگے
حور وغلماں بھی خوشیاں منانے لگے
ہر طرف نور کی روشنی چھا گئی
مصطفیٰ کیا ملے زندگی مل گئی
اے حلیمہ تیری گود میں آگئے
دونوں عالم کے رسول اللہ ہی اللہ
چہرہ مصطفیٰ جب کے دیکھا گیا
چھپ گئے تارے اور چاند شرما گیا
آمنہ دیکھ کر مسکرانے لگیں
حوا مریم بھی خوشیاں منانے لگیں
آمنہ بی بی سب سے یہ کہنے لگیں
دعا ہو گئی قبول اللہ ہی اللہ
شادیانے خوشی کے بجائے گئے
شاد کے نغمے سب کو سنائے گئے
ہر طرف شور صلی علیٰ ہو گیا
آج پیدا حبیب خدا ہو گیا
پھر تو جبرائیل نے بھی یہ اعلان لیا
یہ خدا کے ہیں رسول اللہ ہی اللہ
ان کا سایہ زمین پر نہ پایا گیا
نور سے نور دیکھو جدا نہ ہوا
ہم کو عابدؔ نبی پر بڑا ناز ہے
کیا بھلا میرے آقا کا انداز ہے
جس نے سر سے ملی وہ شفا پا گیا
خاک طیبہ تیری دھول اللہ ہی اللہ

"پڑھیے۔"

میں نے پھر کہا۔ "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔"

اس نے تیسری مرتبہ مجھے بھینچا۔ یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا۔

ترجمہ : پڑھیے اپنے رب کے نام سے۔ جس نے پیدا کیا، ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھیے اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ جانتا نہ تھا۔

(العلق ۔۔ ۵)

ایک روشنی زمین سے آسمان تک

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانپتے ہوئے وہاں سے واپس آئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس پہنچ کر فرمایا۔

"مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ۔"

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اڑھا دیا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے خوفزدگی کی کیفیت دور ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا! یہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟"

پھر سارا قصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنایا اور کہا۔

"مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔"

انہوں نے کہا۔ "ہرگز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیے۔ خدا کی قسم اللہ تعالی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج میں مبتلا نہ کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، امانتیں ادا کرتے ہیں، بے سہارا لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، فقیروں اور مسکینوں کی مدد کرتے ہیں، انصاف کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی مصیبتوں میں کام آتے ہیں۔"

(نبوت کے بارگراں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لرز رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار ہا خیال آتا تھا کہ میں اتنا بڑا بوجھ کیسے اٹھا سکوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جس طرح تسلی دی، وہ ایک خالص فطری کیفیت کے سوا اور کچھ نہیں۔)

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ جو ان کے چچا زاد بھائی تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سارا واقعہ انہیں جا کر سنایا۔ ورقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

"بھتیجے! تم کو کیا نظر آیا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا، وہ بیان کیا۔

ورقہ نے کہا۔ "یہ وہی ناموس (عالم بالا سے وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تمہیں نکالے گی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ "کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟"

ورقہ نے کہا۔ "ہاں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تمہاری مدد کروں گا۔" مگر زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد رکی رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور غار حرا میں جاتے رہے۔ یہ عرصہ کم سے کم چھ ماہ کا رہا۔ اس درمیانی وقفہ سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قلب پر جو فوری اثرات بتقاضائے بشریت پیدا ہوئے تھے وہ دور ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک اب پھر نزول وحی کا مشتاق ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب یہ عرصہ کچھ دراز ہوا تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سکون اور اطمینان کے لیے کبھی کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان دلاتے رہے کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب بحیثیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار اور اطمینان فرمائیں پھر کچھ دنوں بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام پے در پے آنے لگے۔

اے کمبلی اوڑھنے والے اٹھ

غار حرا میں پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد کچھ دنوں تک کوئی وحی نہیں آئی۔ اس کے بعد سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

ترجمہ : اے کمبلی اوڑھنے والے اٹھ! (اور لوگوں کو گمراہی کے انجام سے) ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی و بزرگی بیان کر اور لباس کو پاک کر اور بتوں سے الگ رہ اور زیادہ حاصل کرنے کی نیت سے کسی کے ساتھ احسان مت کر اور اپنے رب کی خاطر اذیت اور مصیبت پر صبر اختیار کر۔

(مدثر ۱-۷)

نبوت کے کام پر مامور ہونے کی یہ ابتدا تھی۔ اب باضابطہ حکم مل گیا کہ اٹھو اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو اس کی فلاح اور کامرانی کا راستہ دکھاؤ اور لوگوں کو خبردار کردو کہ کامیابی کی راہ صرف ایک ہی ہے یعنی خدائے واحد کی بندگی جو کوئی اس راہ کو اختیار کرے اسے آخرت کے برے انجام سے ڈراؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے پہلی خاتون تھیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

کار نبوت پر مامور کیے جانے کے بعد سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ صرف ایک خدا کی بندگی اختیار کرنے اور باقی سینکڑوں خداؤں کا انکار کردینے کی دعوت سب سے پہلے کسے دی جائے۔ ایسے لوگوں کے سامنے وہ بات پیش کرنا جو ان کے مزاج، پسند اور عادتوں کے بالکل خلاف ہو۔ واقعی بہت سخت مرحلہ تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ان لوگوں کو منتخب فرمایا جن سے اب تک بہت قریبی تعلقات رہے تھے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور اخلاق کا براہ راست تجربہ رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور دیانت کے بارے میں قطعی فیصلہ کرچکے تھے اور ان کے لیے یہ آسانی سے ممکن نہ تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی کسی بات کا انکار کرسکیں۔ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ پیغام سنایا۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی خاتون ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی تلقین فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نے نماز پڑھنا شروع کردی۔

ایک روز اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز ختم ہونے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

"آپ دونوں کس کے آگے سجدہ کررہے تھے؟"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہم یہ سجدہ اس خدا کے حضور کررہے ہیں جس نے مجھے نبوت عطا فرما کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

"اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ واحد لاشریک کی عبادت کرو، میری نبوت پر ایمان لاؤ، لات و منات اور ان جیسے بتوں کی پرستش چھوڑدو۔"

اس تلقین کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا قرآن پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

تضمین بر رباعی حضرت شیخ سعدی (نور)

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلو علیہ و آلہ

وہ عجیب رات سعید تھی
یہاں شادی تھی وہاں عید تھی
جو نبی کو حسرت دید تھی
تو خدا کو شوق وصال تھا
بلغ العلی بکمالہ

وہی جلوہ اپنا دکھا گئے
میرے دل میں جن کا خیال تھا
کہ نظر میں جن کا جمال تھا
وہی خواب میں مرے آگئے
بلغ العلی بکمالہ

نہ بشر کا حسن نہ حور کا
کہ وہ سایہ نور تھا نور کا
تھا عجب جمال حضور کا
کہ خدا بھی محو جمال تھا
بلغ العلی بکمالہ

ملا نور اپنے ہی نور سے
ملے اور انبیاء دور سے
کوئی بڑھ نہ سکا حضور سے
یہ تو آپ ہی کا کمال تھا
بلغ العلی بکمالہ

* * *

نعت رسول ﷺ

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگار سروقد لالہ رخسار
سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز در ناز من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل، بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر محفل، بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

نعت رسول ﷺ

یا محمد نور مجسم یا حبیبی یا مولائی
تصویر کمال محبت تنویر جمال خدائی
تیرا وصف بیاں ہو کیسے تیری کون کرے گا بڑائی
اس گرد سفر میں گم ہیں جبریل امیں کی رسائی
تیری ایک نظر کے طالب تیرے اک سخن پہ قربان
یہ سب تیرے دیوانے یہ سب تیرے شیدائی
یہ رنگ بہار گلشن یہ گل اور گل کا جوبن
تیرے نور قدم کا دھوون اس دھوون کی رعنائی
مااجملک تیری صورت ما احسنک تیری سیرت
مااکملک تیری عظمت تیری ذات میں گم ہے خدائی
اے مظہر شان جمالی اے خواجہ بندہ عالی
مجھے حشر میں کام آجائے میرا ذوق سخن آرائی
تو رئیس روز شفاعت تو امیر لطف و عنایت
ہے ادیب کو تجھ سے نسبت یہ غلام ہے تو آقائی

* * *

نعت رسول ﷺ

حضور ﷺ ایسا کوئی انتظام ہوجائے
سلام کے لیے حاضر غلام ہوجائے
میں صرف دیکھ لوں اک بار صبح طیبہ کو
بلا سے پھر مری دنیا میں شام ہوجائے
تجلیات سے بھرلوں میں اپنا کاسہ جاں
کبھی جو انؐ کی گلی میں قیام ہوجائے
حضورؐ آپ جو سن لیں تو بات بن جائے
حضورؐ آپ جو کہہ دیں تو کام ہوجائے
حضورؐ آپ جو چاہیں تو کچھ نہیں مشکل
سمٹ کر فاصلہ یہ چند گام ہوجائے

ملے مجھے بھی زبان بصری د جامی
مرا کلام بھی مقبول عام ہوجائے
مزا تو جب ہے فرشتے یہ قبر میں کہہ دیں
صبیح مدحت خیر الانام ہوجائے

❊ ❊ ❊

نعت رسول ﷺ

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود انہی کو پکاریں گے ہم دور سے
راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے
جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا
بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے
خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے
ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے
اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جاکے واپس نہیں آئیں گے
ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے
اے مدینے کے زائر خدا کے لیے
داستان سفر مجھ کو یوں مت سنا
دل تڑپ جائے گا بات بڑھ جائے گی
میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے

❊ ❊ ❊

نعت رسول ﷺ

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہے اس کو نواز دے یہ در حبیب کی بات ہے
جسے چاہا در پہ بلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
وہ بھٹک کے راہ میں رہ گئی یہ مچل کے در سے لپٹ گئی
وہ کسی امیر کی شان تھی یہ کسی غریب کی بات ہے
وہ خدا نہیں بہ خدا نہیں وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب حبیب کی بات ہے
ترے حسن سے تری شان تک ہے نگاہ و عقل کا فاصلہ
یہ ذرا بعید کا ذکر ہے وہ ذرا قریب کی بات ہے
تجھے اے منور بے نوا درِ شہ سے چاہیے اور کیا
جو نصیب ہو کبھی سامنا تو بڑے نصیب کی بات ہے

❊ ❊ ❊

نعت رسول ﷺ

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا
لوگ کہتے ہیں کہ سایا ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا
شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا
پورے قدم سے جو کھڑا ہوں تو ہے تیرا کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
ایک بار اور بھی طیبہ سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

❊ ❊ ❊

نعت رسول ﷺ

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و قمر یہ حکم رواں تمہارے لیے
نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

سنایا۔ وہ اس کلام کی تاثیر میں گھر گئے اور عرض کیا۔
"اتنا وقفہ تو دیجئے کہ میں اپنے والد سے مشورہ کرلوں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رات بڑے اضطراب میں بسر کی مگر صبح ہوتے ہی انہوں نے اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس معاملے میں مجھے اپنے والد سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو طالب سے مشورہ کیے بغیر پیدا کیا، میں اس کی عبادت کے لیے اپنے باپ سے کیوں مشورہ حاصل کروں۔"

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زر خرید غلام تھے۔ یہ بھی ایمان لے آئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگری دوست تھے۔ وہ شروع ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک دلی سچائی اور امانت داری کے مداح تھے۔ گھر سے باہر سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اپنی دعوت کا اظہار فرمایا تو وفادار دوست کسی شک و تردد کا اظہار کیے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر ایمان لے آئے۔

یہی لوگ سب سے پہلے صاحب ایمان تھے پھر اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترغیب و ہدایت سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔

اس وقت یہ دعوت اسلام محض خفیہ تھی اور عبادت چھپ کر کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے چھپ کر نماز پڑھتا تھا۔ جب مسلمانوں کی تعداد تیس سے بڑھ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک وسیع گھر منتخب کردیا جس میں وہ سب جمع ہوجایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اسلام کی تعلیم فرماتے۔ اس طریقے سے دعوت اسلام تین سال تک جاری رہی۔ اس میں قریش کی خاصی تعداد نے اسلام قبول کرلیا اور پھر کچھ اور لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے اور یہ خبر آہستہ آہستہ مکہ کی فضاؤں میں پھیل گئی۔

نوید مسیحا، دعائے خلیل

تقریباً" تین سال تک دعوت و تبلیغ کا کام پوشیدہ طور پر ہوتا رہا لیکن آخر کب تک۔ جس آفتاب کو اپنے نور سے سارے عالم کو روشن کرنا تھا، اسے تو بہرحال سامنے آکر نگاہوں کو خیرہ کرنا ہی تھا۔ چنانچہ اب خداوند تعالیٰ کی طرف سے صاف حکم مل گیا کہ دعوت علی الاعلان دی جائے۔

چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام قرابت داروں کو کھانے کی دعوت میں گھر پر جمع کرکے توحید کی طرف دعوت دی جن میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب گفتگو کے دوران ہی طیش میں آکر اونچا بولنے لگے اور لوگوں کو بھکا کر اپنے ساتھ لے نکلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کا ایک موقع اور نکالا۔ اس دعوت میں تمام خاندان عبدالمطلب کو بلایا گیا، جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔

"اہل عرب میں سے آج تک کوئی شخص مجھ سے بہتر پیغام نہیں لایا۔ یہ پیغام دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی کا رہنما ہے۔ اس پیغام میں اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اس طرف بلاؤں۔

اس کٹھن کام میں کون میرا ساتھ دے گا؟"

چنانچہ ساری مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ یہ بڑا سخت مرحلہ تھا۔ اس کٹھن کام میں ساتھ دینے کا مطلب یہ تھا کہ نہ صرف خاندان، قبیلے اور شہر کے لوگوں بلکہ سارے عرب کی مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لیے آدمی تیار ہوجائے کہ اس کے بدلے میں آخرت کی زندگی

کامیاب ہوگی۔ اس کے سوا اور کوئی فائدہ نظر ہی نہ آتا تھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر کہا۔

"اگرچہ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور میں سب سے کم عمر ہوں، تاہم میں آپ کا ساتھ دوں گا۔"

قریش کے لیے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جن میں ایک تیرہ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ بعض اشخاص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کلمات پر حقارت سے مسکرا اٹھے، بعض ہنس دیے۔ سب کے سب مذاق اڑاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چل دیے لیکن آگے چل کر زمانے نے بتا دیا کہ سراپا سچ تھا۔

یہ کون پکار رہا ہے؟

تبلیغ دین کے سلسلہ میں یہ قدم انقلابی نوعیت کا تھا کیونکہ اللہ پاک کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح حکم مل چکا تھا۔

ترجمہ : پس جو حکم آپ کو خدا کی طرف سے ملا ہے، وہ لوگوں کو سنا دو اور مشرکین کی پرواہ مت کرو۔"

(سورۃ حجر۔ ۹۴)

اپنے عزیزوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ میں اعلانیہ دعوت فرما دی۔

ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے کوہ صفا پر چڑھے اور بلند آواز سے یہ صدا لگائی۔ "یا صباحاہ (ہائے صبح کی آفت)

عرب میں یہ صدا وہ شخص لگاتا جو صبح کے جھٹپٹے میں کسی دشمن کو اپنے قبیلے پر حملہ کرنے کے لیے آتے دیکھ لیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز سن کر لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون پکار رہا ہے۔

بتایا گیا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے۔ اس پر قریش کے تمام خاندانوں کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑے۔ جو نہ آسکتا تھا اس نے اپنی طرف سے کسی کو بھیج دیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ایک ایک خاندان کا نام لے لے کر پکارا۔

"اے بنی عبدالمطلب، اے بنی فہد، اے بنی کعب، اے بنی ہاشم! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ سے پیچھے ایک لشکر تیار کھڑا ہے اور تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اس بات پر یقین کر لو گے؟"

سب نے کہا۔ "ہاں، ہمیں تمہاری بات کا یقین ہے۔ ہم نے تم کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا۔"

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے اولاد عبد شمس! اے کعب بن لوی کی اولاد، اے مرہ بن کعب، اے عبد مناف کے خاندان والو، اے بنو ہاشم، اے عبدالمطلب کے خاندان والو، اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچالو۔ اے میری پیاری بچی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! تم بھی اپنے آپ کو دوزخ سے بچالو۔

کیونکہ میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مختار نہیں ہوں، سوائے اس کے کہ میری تم سے قرابت داری ہے تو میں اس کا حق ادا کرتا رہوں گا۔ البتہ میرے مال میں سے جتنا چاہو مانگ لو۔ اے گروہ قریش! اپنی جانیں اللہ سے خرید لو۔ میں اللہ کی کسی چیز سے تمہیں آسودہ حال نہیں کر سکتا۔ میں تو ایک سخت عذاب سے پہلے تمہیں اس سے ڈرانے والا ہوں۔ میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے دشمن کو دیکھ لیا ہو اور وہ اپنے اہل خاندان کا دیدبان بن جائے۔ اسے خدشہ محسوس ہو کہ وہ (اہل خاندان) دشمن کی طرف بڑھ جائیں گے۔ چنانچہ وہ پکارنے لگے۔ "لوگو! ہوشیار ہو جاؤ۔"

جب قریش نے یہ بات سنی تو سخت ناراض ہوئے۔ اس مجمع میں ابولہب بھی موجود تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سن کر بڑے طیش میں آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"تو سدا برباد رہے، تو ہلاک ہو، کیا بس تو نے اسی کے لیے ہمیں پکارا تھا؟"

اس کی زبان سے یہ کلمات سن کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حیران رہ گئے۔ (الٰہی میرا چچا کیا کہہ رہا

ہے) بعد ازاں سورہ لہب نازل ہوئی۔

"اے پیغمبر! ابو لہب خود ہی ہمیشہ کے لیے تباہ ہو گیا۔ اس کا مال اور کوشش کوئی اس کی مدد نہ کر سکیں گے۔ عنقریب ایسی آگ سے دوچار ہونا ہے جس کے شعلے اسے بھسم کر دیں گے۔"

اگر اہل مکہ میرے سیدھے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں!

جب ہر قسم کے لالچ اور ترغیب کے ہتھکنڈے بھی ناکام ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان دعوت کیا اور بت پرستی کی اعلانیہ مذمت شروع کی تو غصے سے بے قابو قریش وفد کی صورت میں ابو طالب کے پاس گئے اور کہا۔

"اے ابو طالب! آپ نہ صرف عمر میں ہم سے بڑے ہیں بلکہ مرتبہ میں بھی تمام قریش میں شرف و قدر و منزلت رکھتے ہیں۔ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے، ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے، ہم کو احمق ٹھہراتا ہے۔ اب ہم یہ مزید برداشت نہیں کر سکتے، اس لیے یا تو آپ بیچ میں سے ہٹ جائیں یا پھر آپ بھی میدان میں آجائیں کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔"

ابو طالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہو گئی ہے۔ قریش اب تحمل نہیں کر سکتے اور میں تنہا قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر لفظوں میں کہا۔

"اے بھتیجے! تم میرے لیے بھی اور اپنے لیے بھی جینے کی گنجائش باقی رہنے دو اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کو میں اٹھا نہ سکوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پشت و پناہ جو کچھ تھے، ابو طالب تھے۔ ابو طالب کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ چچا کے لیے اب میری حمایت کرنا مشکل ہو گیا ہے اور وہ اس سے دستبردار ہونے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"خدا کی قسم! اگر اہل مکہ میرے سیدھے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں اس کام سے باز آجاؤں، ایسا ممکن ہی نہیں۔ تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا۔ خدا اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا۔"

اپنے چچا جان کی خلاف امید تنبیہہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے مگر عزائم میں وہی جوش تھا اور یکایک ابو طالب کے خیالات میں بھی تبدیلی رونما ہوئی۔ وہ اپنے بھتیجے کے موقف اور ان کے خلاف اپنی قوم کے غیظ و غضب سے لرز اٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

"میرے بھتیجے! جو بات تمہیں لوگوں سے کہنا ہو، اسے کہہ دیا کیجئے اور جو کچھ کرنا چاہو کرو۔ خدا کی قسم! مجھے تمہاری تکلیف گوارا نہ ہو گی۔"

حضور اکرم نے کتنے ہی مصائب برداشت کیے، فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین ہوا پھر غزوہ تبوک ہوا۔ مسلمانوں کو فتح پر فتح ہوئی۔ اسلام کا چرچا اتنا ہوا کہ وفدوں کی شکل میں لوگ آ آ کر اسلام قبول کرنے لگے۔ دس ہجری کو آپؐ نے حج کا ارادہ فرمایا۔ اس موقع پر آپؐ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ یہ آپ کا آخری خطبہ تھا۔

تصویر جمال

روح سورج کی طرح جسم اجالے کی مثال
کیسے الفاظ میں ڈھالوں میں وہ تصویر جمال
ذکر اس نور مجسم کا ہے کرنا مقصود
مالک لوح و قلم تو میرے لفظوں کو اجال

آپ کی نشست

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار زانو بھی بیٹھتے تھے اور بعض وقت اکڑوں بغل میں ہاتھ دے کر

نعت رسول ﷺ

میرے کملی والے کی شان ہی نرالی ہے
دو جہاں کے داتا ہیں سارا جگ سوالی ہے

خلد جس کو کہتے ہیں میری دیکھی بھالی ہے
سبز سبز گنبد ہے اور سنہری جالی ہے

چاند کی طرح ان کو ہم کہیں تو مجرم ہیں
کیونکہ ان کی چوکھٹ پر چاند خود سوالی ہے

چھاؤں مہکی مہکی ہے دھوپ ٹھنڈی ٹھنڈی ہے
شہر مصطفیٰ ؐ تیری بات ہی نرالی ہے

وہ بلال حبشیؓ ہوں یا اویس قرنیؓ ہوں
ان پہ مرنے والوں کی ہر ادا نرالی ہے

ہر طرف مدینے میں بھیڑ ہے فقیروں کی
ایک دینے والا ہے کل جہاں سوالی ہے

ہم گناہگاروں کو رب سے بخشوائیں گے
ان کے رب نے کب ان کی کوئی بات ٹالی ہے

❄ ❄ ❄

بیٹھ جاتے اور ان کا کہنا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھے دیکھا ہے۔(شمائل ترمذی)

حضرت حنظلہ حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار زانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے۔(دایاں پاؤں بائیں پر)۔(الاداب المفرد)

انداز رفتار

حضرت حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلنے کے لیے قدم اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی کروٹ کی طرف کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے۔(یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی۔) نگاہ نیچی رکھتے۔ آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی بہ نسبت زمین کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ زیادہ رہتی۔ عموماً عادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی۔(مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے۔) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے تو پہلے سلام فرماتے۔ (نشر الطیب)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نیچے وادیوں میں اترتے تو تسبیح کہتے۔(زاد المعاد)

تبسم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض تبسم ہی فرماتے۔ کسی ہنسی کی بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسکرا ہی دیتے۔(زاد المعاد)

عبداللہ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا۔(شمائل ترمذی)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تو تبسم فرماتے۔(یعنی کہ خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے ملتے تھے۔)(شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ

ہنسنے کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا بھی ایسا ہی تھا کہ جس میں آواز پیدا نہ ہوتی۔ گریہ کے وقت اتنا ضرور ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں اور آنسو بہہ جاتے اور سینہ سے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی۔ کبھی امت پر رحمت کے باعث رو دیتے، کبھی امت پر نرمی اور خطرات کے باعث، کبھی اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے اور کبھی کلام اللہ سنتے سنتے رو پڑتے۔ یہ آخری رونا محبت و اشتیاق اور اللہ تعالیٰ کے جلال و خشیت کی وجہ سے ہوتا۔(زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح مبارک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں گو وقار، سنجیدگی اور متانت کی فضا ہر وقت قائم رہتی۔ یہاں تک کہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین فرماتے ہیں۔

"ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں ایسے باادب و باتمکین ہو کر بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ ادنیٰ سی حرکت سے اڑ جائیں گے پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی کی جھلک ان متبرک صحبتوں کو خوشگوار بنائی رہتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک طرف نبی مرسل کی حیثیت سے احترام رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وعظ و تلقین میں مصروف

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

کنت کنزا راز مشیت جلوہ اسری نور ہدایت
جگمگ جگمگ دونوں عالم کیسی ہے وہ ذات نہ پوچھو

عشق نبی کونین کی دولت! عشق نبی بخشش کی ضمانت
اس سے بڑھ کر دست طلب میں ہے کوئی سوغات نہ پوچھو

رشک جناں طیبہ کی گلیاں ہر ذرہ فردوس بداماں
چاروں طرف انوار کا عالم رحمت کی برسات نہ پوچھو

ظاہر میں تسکین دل و جاں باطن میں معراج دل و جاں
نام نبیؐ پھر نام نبیؐ ہے! نام نبیؐ کی بات نہ پوچھو

حال اگر کچھ اپنا سنایا ان کے کرم کا شکوہ ہوگا
میں اپنے حالات میں خوش ہوں مجھ سے مرے حالات نہ پوچھو

تاج شفاعت سر پر پہنے حشر کا دولہا آپہنچا ہے
آنکھیں کھولو غور سے دیکھو کس کی ہے بارات نہ پوچھو

میں کیا اور کیا میری حقیقت سب کچھ ہے سرکار کی نسبت
میں تو برا ہوں لیکن میری لاج ہے کس کے ہاتھ نہ پوچھو

خالؔد میں صرف اتنا کہوں گا جاگ اٹھا اشکوں کا مقدر
یاد نبیؐ میں روتے روتے کیسے کٹی ہے رات نہ پوچھو

❄ ❄ ❄

رہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بے تکلف دوست اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے۔ اگر زیادہ اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ایک دینی درس گاہ اور تعلیمی ادارہ بنی رہتی تو کچھ دیر کے لیے خوش طبع، مہذب دوستوں کی بیٹھک بھی بن جاتی۔ جس میں ظرافت کی باتیں بھی ہوتیں۔ گھر بار کے روزانہ کے قصے بھی بیان ہوتے۔ غرض بے تکلفی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپس میں گفتگو کرتے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظرافت کس طرح کی تھی۔ اس تشریح کی یوں ضرورت ہے کہ بہت سے کاموں میں ہمارے غلط عمل سے ہمارے نظریات بدل چکے ہیں۔ تخیل کہاں سے کہاں چلا گیا ہے۔ ہر معاملہ میں اعتدال کھو بیٹھے ہیں۔ اگر ہم سنجیدہ اور متین بنتے ہیں تو اتنے کہ خوش طبعی اور ظرافت ہم سے کوسوں دور رہتی ہے اور اگر خوش طبع بنتے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب ہم سے کوسوں دور رہتی ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہمیں ایک خاص معیار اپنے سامنے رکھنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظرافت کی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان مبارک سے سن لیجئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعجب سے پوچھا۔

"آپ بھی مذاق کرتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "ہاں بے شک مگر میرا مزاح سراسر سچائی اور حق ہے۔" (شمائل نبویؐ)

اس کے مقابلے میں ہمارا آج کل کا مذاق وہ ہے جس میں جھوٹ، غیبت، بہتان، طعن و تشنیع اور بے جا مبالغوں سے پورا پورا کام لیا گیا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظرافت کے چند واقعات درج ذیل ہیں کہ جن کے تحت ہم ظرافت کا صحیح تخیل قائم کر سکیں۔

اسی طرح اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں کے ساتھ محبت میں بھی صرف وہ واقعات ہی بیان کرنا ہیں جن سے ہمیں یہ اندازہ ہو سکے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں کے ساتھ محبت کا کیا طریقہ تھا۔

ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سواری کے لیے درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تم کو سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔"

وہ شخص حیران ہوا کیونکہ اونٹنی کا بچہ سواری کا کام کب دے سکتا ہے۔ عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔" (شمائل نبویؐ)

ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھ کو جنت نصیب کرے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔"

یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے اور بڑھیا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سنتے ہی زار و قطار رونا شروع کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، یہ بڑھیا رو رہی ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر۔" (شمائل نبویؐ)

نعت رسول ﷺ

میرے دل میں ہے یاد محمدؐ میرے ہونٹوں پہ ذکر مدینہ
تاجدار حرم کے کرم سے آگیا زندگی کا قرینہ

دل شکستہ ہے میرا تو کیا غم اس میں رہتے ہیں شاہ دوعالم
جب سے مہماں ہوئے ہیں وہ دل میں دل مرا بن گیا ہے مدینہ

میں غلام غلامان احمد میں سگ آستانہ محمد
قابل فخر ہے موت میری قابل رشک ہے میرا جینا

ہر خطا پر مری چشم پوشی ہر طلب پر عطاؤں کی بارش
مجھ گنہگار پر کس قدر ہیں مہرباں تاجدار مدینہ

مجھ کو طوفاں کی موجوں کا کیا ڈر وہ گزر جائے گا رخ بدل کر
ناخدا ہیں مرے جب محمد کیسے ڈوبے گا میرا سفینہ

ان کے چشم کرم کی عطا ہے میرے سینے میں ان کی ضیاء ہے
یاد سلطان طیبہ کے صدقے میرا سینہ ہے مثل نگینہ

چل مدینے کو چل غم کے مارے زندگی کو ملیں گے سہارے
آگیا ہے حرم سے بلاوا کوچ کرتے ہیں سوئے مدینہ

دولت عشق سے دل غنی ہے میری قسمت ہے رشک سکندر
مدحت مصطفیٰ کی بدولت مل گیا ہے مجھے یہ خزینہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دیہاتی زاہر نامی دوست تھے جو اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیے بھیجا کرتے تھے۔ ایک روز بازار میں وہ اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ اتفاق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے۔ ان کو دیکھا تو بطور خوش طبعی چپکے سے پیچھے سے جاکر ان کو گود میں اٹھالیا اور بطور ظرافت آواز لگائی۔ "اس غلام کو کون خریدتا ہے؟"

زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ "مجھے چھوڑ دو' کون ہے؟"

مڑ کر دیکھا تو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا نقصان اٹھائے گا۔" (شمائل نبویؐ)

بچوں سے خوش طبعی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر بہت شفقت فرماتے۔ ان سے محبت کرتے' ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے' ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ بچے قریب آتے تو ان کو گود میں لیتے۔ بڑی محبت سے ان کو کھلاتے۔ کبھی بچے کے سامنے اپنی زبان مبارک نکالتے' بچہ خوش ہوتا اور بہلتا۔ کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے تلووں پر بچے کو بٹھالیتے اور کبھی سینہ اطہر پر بچے کو بٹھالیتے۔

اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ایک قطار میں کھڑا کردیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے۔

"بھئی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ جو بچہ سب سے پہلے ہم کو چھولے گا' ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے۔"

بچے بھاگ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے' کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر گرتا' کوئی سینہ اطہر پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔ (خصائل نبویؐ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بچوں کے قریب سے ہو کر گزرتے تو ان کو خود السلام علیکم فرماتے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھتے اور چھوٹے بچوں کو گود میں اٹھالیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی ماں کو دیکھتے کہ اپنے بچے سے پیار کررہی ہے تو بہت متاثر ہوتے۔ کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو فرماتے۔

"اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔"

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے' انہیں نہایت شفقت سے اپنے آگے یا پیچھے سواری پر بٹھالیتے تھے۔

بچے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت کرتے تھے' جہاں آپؐ کو دیکھا' لپک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کو گود میں اٹھاتے' پیار کرتے اور کوئی کھانے کی چیز عنایت فرماتے۔ کبھی کھجوریں' کبھی تازہ پھل اور کبھی کوئی اور چیز۔

نماز کے وقت مقتدی عورتوں میں سے کسی کا بچہ روتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مختصر کردیتے تاکہ بچے کی ماں بے چین نہ ہو۔ (خصائل نبویؐ)

اشعار سے دلچسپی

حضرت شرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا تھا۔ اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امیہ کے سو شعر سنائے۔ ہر شعر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ اور سناؤ۔

آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اس کا اسلام لے آنا بہت قریب تھا۔" (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم' حسان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ بن ثابت کے لیے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرہ کریں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کریں۔ یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی دعا فرماتے تھے۔ "حق تعالیٰ جل شانہ روح القدس سے حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد فرمائے۔ جب تک وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔" (شمائل ترمذی)

خواب پوچھنے کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد چار زانو بیٹھ جاتے اور لوگوں سے ان کے خواب پوچھتے جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ کہتا' خواب سننے سے پہلے یہ الفاظ ارشاد فرماتے۔

ترجمہ: "خیر کا سامنا کرو اور شر سے بچو اور (یہ خواب) ہمارے واسطے بہتر ہو اور ہمارے دشمنوں کے لیے شر ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں"۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معمول ترک فرما دیا تھا۔ (زاد المعاد' شمائل ترمذی)

سیدھے اور الٹے ہاتھ سے کام لینا

علاوہ ایسے کاموں کے جن میں غلاظت کی صفائی کو دخل ہوتا اور ہاتھ میں نجاست لگنے کا خوف ہوتا۔ **مثلاً** "ناک صاف کرنا' آبدست لینا' جوتا اٹھانا وغیرہ وغیرہ۔ باقی تمام کام داہنے ہاتھ سے انجام دینا پسند فرماتے تھے۔ اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے اور اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے۔

(زاد المعاد۔ شمائل ترمذی)

پیغام پر سلام کا جواب

جب کسی کا سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا تو سلام پہنچانے والے کے ساتھ سلام لانے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور اس طرح فرماتے۔ علیک وعلی فلان سلام۔ (شمائل ترمذی)

خط لکھوانے کا انداز

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ خط لکھوانے کے متعلق یہ تھی کہ بسم اللہ کے بعد مرسل کا نام لکھواتے اور پھر مرسل الیہ کا نام لکھواتے۔ اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

تفریح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی تفریح کے لیے باغات میں تشریف لے جاتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات سفر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لیے خود روانہ ہوتے یا کسی اور کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز کو روانگی کے لیے مناسب خیال فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں سواری کو زیادہ تر تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو رفتار اور تیز کر دیتے۔

سفر میں کہیں پڑاؤ کر کے روانہ ہوتے تو عادت طیبہ تھی کہ صبح کے وقت کوچ فرماتے۔ سفر میں کتنی ہی کم مدت کے لیے ٹھہرتے۔ جب تک نماز دوگانہ ادا نہ فرماتے' وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔

جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمت اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معانقہ کرتے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے۔ (زاد المعاد)

سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (**مثلاً** "کھانا وغیرہ پکانا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کام کاج میں ضرور

حصہ لیتے۔ **مثلاً** "ایک پڑاؤ پر سب اصحاب نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑیاں چن لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ (زادالمعاد)

سفر سے واپسی پر آپ سیدھے مکان کے اندر تشریف نہیں لے جاتے بلکہ پہلے مسجد میں جاکر نماز دوگانہ ادا فرماتے اور پھر گھر میں تشریف لے جاتے۔

سفر سے تشریف لاتے وقت شہر میں آکر بچے راستے میں ملتے توان کو آپ اپنی سواری پر بٹھالیتے۔ چھوٹے بچے کو اپنے آگے بٹھاتے اور بڑے کو پیچھے۔ (زادالمعاد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جاتے یا جہاد کے لیے تو اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کو اپنے ہمراہ سواری پر بٹھاتے۔ (زادالمعاد)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لیے روانہ ہوتے اور سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ الفاظ دعا کے زبان مبارک پر ہوتے۔

ترجمہ : "اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جن سے آپ راضی ہوں۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور زمین کی مسافت کو ہم پر آسان فرما۔ اے اللہ! آپ ہی رفیق ہیں، سفر میں اور خبر گیری کرنے والے گھر بار اور مال میں۔"

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دعا پڑھتے مگر اس کے ساتھ یہ الفاظ اور بڑھا دیتے۔

ترجمہ : ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں۔" (زادالمعاد)

جب کسی بلندی پر سواری چڑھتی تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور فرماتے۔

ترجمہ : اے اللہ! اس بلندی پر شرف آپ ہی کے لیے ہے اور آپ کے لیے ہر حال میں تعریف ہے۔ (زادالمعاد)

جب کسی پستی میں سواری اترتی تو تین مرتبہ فرماتے۔

سبحان اللہ۔ رکاب میں پاؤں رکھتے وقت فرماتے۔ بسم اللہ۔

جب شہر یا گاؤں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا ارادہ ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دور سے دیکھ لیتے تو زبان مبارک پر یہ الفاظ ہوتے **اللھمہ بارک لنا فیھا**۔ (تین مرتبہ کہتے) اور جب اس میں داخل ہونے لگتے تو فرماتے۔

ترجمہ : "اے اللہ! نصیب کیجئے ہمیں ثمرات اس کے اور ہمیں عزیز کر دیجئے اہل شہر کے نزدیک اور ہمیں اہل شہر کے نیک لوگوں کی محبت دیجئے۔" (زادالمعاد)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو سفر کے لیے رخصت فرماتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے۔

ترجمہ : "اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں تیرے دین کو اور تیری قابل حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجاموں کو۔" (زادالمعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس ہوتے اور اپنے گھر والوں میں تشریف لے جاتے تو فرماتے۔

ترجمہ : "بہت بہت توبہ کرتے ہیں ہم، اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں ہم کہ نہ چھوڑے ہم میں کوئی گناہ۔" (زادالمعاد)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کرتے تو ابتدائی دن میں نکلتے اور اللہ تعالی سے دعا فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سویرے سویرے سفر کو جانے میں برکت دے۔

اگر مسافر تین ہوتے تو ان کو حکم فرماتے کہ ایک کو

نعت رسول مقبول ﷺ

خسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی
ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی
دور تھے تو زندگی بے رنگ تھی بے کیف تھی
ان کے کوچے میں گئے تو زندگی اچھی لگی
میں نہ جاؤں گا کہیں بھی در نبیؐ کا چھوڑ کر
مجھ کو کوئے مصطفیٰ کی چاکری اچھی لگی
ناز کر تو اے حلیمہ سرور کونین پر
گر لگی اچھی تو تری جھونپڑی اچھی لگی
والہانہ ہوگئے جو تیرے قدموں پر نثار
سرور کون ومکاں کو سادگی اچھی لگی
آج محفل میں نیازی نعت جو میں نے پڑھی
عاشقان مصطفیٰ کو وہ بڑی اچھی لگی

❋ ❋ ❋

نعت رسول ﷺ

خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد مصطفیٰ جانے
مقام مصطفیٰ کیا ہے محمد کا خدا جانے
صدا کرنا ہی میرے بس میں تھا میں نے صدا کردی
وہ کیا دیں گے میں کیا لوں گا سخی جانے گدا جانے
ڈراتا مجھ کو تو کیوں ہے عذاب قبر سے واعظ
وہاں سرکار آئیں گے خطا جانے عطا جانے
مریض مصطفیٰ ہوں میں طبیبو چھیڑو نہ مجھ کو
مدینے مجھ کو پہنچا دو تو پھر دارالشفا جانے
میری مٹی مدینے پاک کی راہ میں بچھا دینا
کہاں لے جائے گی اس کو مدینے کی ہوا جانے
کہا جبریل نے سدرہ تلک میری رسائی ہے
ہیں کتنی منزلیں آگے نبی جانے خدا جانے
ہمیں تو سرخرو ہونا ہے آقا کی چوکھٹ پر
زمانے کا ہے کیا ناصر برا جانے بھلا جانے

❋ ❋ ❋

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ کہتی تھی گھر گھر میں جاکر حلیمہ
میرے گھر میں خیرالوری آگئے ہیں
بڑے اوج پر ہے میرا اب مقدر
میرے گھر حبیب خدا آگئے ہیں
اٹھی چار سو رحمتوں کی گھٹائیں
معطر معطر ہیں ساری فضائیں
خوشی میں یہ جبریل نغمے سنائیں
وہ شافع روز جزا آگئے ہیں
یہ ظلمت سے کہہ دو کہ ڈیرے اٹھالے
کہ ہیں ہر طرف اب اجالے اجالے
کہا جن کو حق نے سراج منیرا
میرے گھر وہ نور خدا آگئے ہیں
یہ سن کر سخی آپ کا آستانہ
ہے دامن پسارے ہوئے سب زمانہ
نواسوں کا صدقہ نگاہ کرم ہو
ترے در پہ تیرے گدا آگئے ہیں
مقرب ہیں بیشک خلیل و نجی بھی
بڑی شان والے کلیم و مسیح بھی
لیے عرش نے جن کے قدموں کے بوسے
وہ امی لقب مصطفیٰ آگئے ہیں
نکیرین جب میری تربت میں آکر
کہیں گے زیارت کا مژدہ سنا کر
اٹھو بہر تعظیم نور الحسن اب
لحد میں رسول خدا آگئے ہیں

نعت رسول ﷺ

خلق کے سرور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داور خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نور مجسم نیرا عظم سرور عالم مونس آدم
نوح کے ہمدم خضر کے رہبر ﷺ
فخر جہاں ہیں عرش مکاں ہیں شاہ شہاں ہیں سیف زبان ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم
بحر سخاوت کان مروت آئینہ رحمت شافع امت
مالک جنت قاسم کوثر صلی اللہ علیہ وسلم
دولت دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تونگر
مالک کشور تخت نہ افسر صلی اللہ علیہ وسلم
رہبر موسیٰ ہادی عیسیٰ تارک دنیا مالک عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر ﷺ
مہر سے مملو ریشہ ریشہ نعت امیر ہے اپنا پیشہ
درد ہمیشہ رہتا ہے اکثر صلی اللہ علیہ وسلم

نعت رسول ﷺ

مدینے کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ، بدن لرزیدہ لرزیدہ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
کہاں میں اور کہاں اس روضہ اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے مگر درزدیدہ درزدیدہ
مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضا سنجیدہ سنجیدہ
بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ
وہی اقبال جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراق طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صلی علیٰ نبینا صلی علیٰ محمد
صلی علیٰ شفیعنا صلی علیٰ محمد
مجھ کو در حبیب سے جو بھی ملا بہت ملا
مجھ کو اگر نصیب ہو دیکھوں دیار مصطفیٰ
صلی علی شفیعنا صلی علیٰ محمد
میں بھی در رسول کا ادنی سا اک غلام ہوں
مجھ کو حبیب کبریا اپنا رخ زیبا دکھا
صلی علیٰ نبینا صلی علیٰ محمد
میں خوار ہوں، بدکار ہوں، رسوا سربازار ہوں
مجھ کو محمد مصطفیٰ کاشانہ در پر بلا
صلی علیٰ شفیعنا صلی علی محمد
دنیا میری بن جائے عقبیٰ بھی سنور جائے
ہو آپ کی نظر کرم، میں آپ کے در کا گدا
صلی علیٰ نبینا صلی علیٰ محمد
اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ منظر بھی ہے شیدا تیرا
میں بندہ ناچیز ہوں ہیں آپ محبوب خدا
صلی علیٰ نبینا صلی علیٰ محمد
صلی علیٰ شفیعنا صلی علیٰ محمد

نعت رسول ﷺ

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رسوائی ہو
اس کی قسمت پہ فدا تخت شہی کی راحت
خاک طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو
بند جب خواب اجل سے ہوں حسن کی آنکھیں
اس کی نظروں میں تیرا جلوہ زیبائی ہو

امیر بنا لیں۔ (زاد المعاد)

حلم و عفو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صبر، بردباری اور درگزر کرنے کی صفات نبوت کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال و دولت کے سلسلے میں کسی سے انتقام نہیں لیا مگر اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بدلہ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ اشد و سخت صبر غزوہ احد میں تھا کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ و مقابلہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید ترین رنج پہنچایا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نہ صرف صبر و عفو پر ہی اکتفا فرمایا بلکہ ان پر شفقت و رحم فرماتے ہوئے ان کو اس ظلم و جہل میں معذور گردانا۔

اور جب صحابہ رضوان اللہ اجمعین کو بہت شاق گزرا تو کہنے لگے۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش ان پر بددعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں لعنت کے لیے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق کی دعوت اور جہان کے لیے رحمت ہو کر مبعوث ہوا ہوں۔"

(الشفاء مدارج النبوۃ)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عفو و کرم

کفار مکہ اکیس سال تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے۔ ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو۔ حتیٰ کہ وہ گھربار اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے لیکن جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں ملا سکتا تھا لیکن ہوا کیا؟

ان تمام جباران قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈالے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے، میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟"

انہوں نے دبی دبی زبان سے جواب دیا۔

"اے صادق! اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف بردار زادے ہو، ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم پر کچھ الزام نہیں۔ جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔"

(کتاب الشفاء۔ ابن ہشام)

فطرت سلیمہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام احوال و اقوال و افعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صدور ممکن ہی نہ تھا، نہ قصداً "نہ سہواً" نہ صحت میں، نہ مرض میں، نہ واقعی مراد لینے میں، نہ خوش طبعی میں، نہ خوشی میں، نہ غضب میں۔ (نشر الطیب)

ایفائے عہد

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو حسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مکہ

سے آرہے تھے۔ راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا تھا کہ ہم لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا' ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہرگز نہیں۔ تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔"

(صحیح مسلم باب الوفاء بالعھد صفحہ ۸۹ جلد دوم)

شجاعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت' شجاعت' قوت مردمی اور مقابل پر غلبہ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحب وجاہت تھے۔ (نشر الطیب)

غزوہ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام میں ایک قسم کا ہیجان' پریشانی تزلزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہو گئی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی۔ حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے اور ابو سفیان حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔ کفار چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیں' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے اترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھر گئی ہو۔ اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر' شجاع اور دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔

(مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک رہتا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ (نشر الطیب)

رشتہ داروں کے حقوق

انسانی معاشرت میں انسان کے رشتہ دار' عزیز اور اقرباء کا کردار بڑا موثر اور بنیادی ہوتا ہے' اسی لیے اسلام میں اس لحاظ سے انسان کو گراں قدر تعلیمات سے نوازا گیا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ ایک بدو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کی نکیل کی رسی پکڑلی اور عرض کرنے لگا۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت کے قریب کردے اور دوزخ سے دور کردے۔"

راوی کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران رک گئے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھرپور نگاہ ڈالی اور فرمایا۔

"اسے نیکی کی توفیق دی گئی ہے۔" اور پھر فرمایا کہ "اے اللہ کے بندے! تم نے کیا کہا تھا؟"

راوی کہتے ہیں کہ اس بدو نے اپنا سوال دہرایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سوال کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا۔

"تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر' نماز قائم کر' زکوۃ دے اور صلہ رحمی کر۔"

اور پھر رک کر فرمایا کہ "اب ہماری ناقہ چھوڑ دے۔" (صحیح مسلم)

صلہ رحمی کا حکم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر فرامین کی روشنی میں کچھ اس طرح ہے۔

○ رشتے داروں سے تعلقات قائم رکھے جائیں اور انہیں توڑا نہ جائے۔
○ ان کے دکھ سکھ میں شرکت کی جائے۔
○ ان سے حسن سلوک کیا جائے۔
○ ان کی ضرورت کے وقت مالی، جسمانی اور اخلاقی مدد کی جائے۔
○ اور اگر ان کا سلوک اچھا نہ ہو تو پھر بھی ان کے ساتھ بہتر اور محبت و عزت کا سلوک کیا جائے۔

قرآن پاک میں حکم

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

"اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔" (النساء ۱)

"پس (اے مومن) رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین و مسافر کو (اس کا حق)۔ یہ طریقہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں۔" (الروم ۳۸)

صلہ رحمی کے بارے میں احادیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات میں رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور صلہ رحمی نہ کرنے والوں کو سخت تنبیہہ کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کرے اور خاموش رہے۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

صلہ رحمی کی تعلیم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"نسب کی اتنی تعلیم حاصل کرلو جس سے اپنے رشتہ داروں سے مل سکو کیونکہ صلہ رحمی سے اپنے لوگوں میں محبت پیدا ہوتی ہے، مال بڑھتا ہے اور موت پیچھے ہٹتی ہے۔ (یعنی عمر لمبی ہوتی ہے۔) (ترمذی)

رشتہ داری کا احترام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"رشتہ داری رحمان کی ایک شاخ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تجھے (رشتہ داری کو) جوڑے گا، میں اس سے جڑوں گا اور جو تجھے (رشتہ داری کو) کاٹے گا میں اس سے کٹ جاؤں گا۔" (صحیح بخاری)

رشتہ دار کو صدقہ

ضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور پر افطار کرے کیونکہ یہ برکت والی چیز ہے اور اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرلے کیونکہ یہ بڑی پاک چیز ہے۔"

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے جبکہ رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ صدقہ بھی ہے اور دوسرے یہ صلہ رحمی ہے۔" (ترمذی شریف)

رشتہ داری کا حق

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور انہیں اپنے اموال میں سے (اپنا باغ) بیرماء سب سے زیادہ عزیز تھا۔ یہ باغ مسجد نبویؐ کے سامنے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وہاں تشریف لے جاتے تھے اور اس باغ کا عمدہ اور شیریں پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اسی شے کو (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔"

تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بیرماء ہے اور میں اسے خدا کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مناسب سمجھیں اس کا تصرف فرمائیں۔"

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "واہ واہ، یہ تو مفید مال ہے۔ (اس کا خیرات کرنا تمہیں بہت فائدہ مند ہو گا اچھا) تم نے جو کچھ کہا، وہ میں نے سن لیا اور مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم یہ باغ اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔"

اس پر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایسے ہی کرتا ہوں۔"

اور پھر انہوں نے حسب حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے باغ کو اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔" (بخاری و مسلم)

رشتہ دار سے حسن سلوک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سنا۔

"جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کا رزق کشادہ ہو اور اس کی عمر لمبی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے۔" (صحیح بخاری)

خالہ کا درجہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"خالہ ماں کے درجے میں ہے۔" (ترمذی)

چچا کا درجہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ کسی آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہے۔" (ابو داؤد)

بیٹیوں سے حسن سلوک

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ ان سے حسن سلوک کرے اور ان کے معاملہ میں خدا سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے۔" (ترمذی)

خالہ اور بھانجا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری جتنی ساتھی خواتین ہیں، سب کی کنیتیں ہیں اور وہ اپنے اپنے کسی بچے کے نام سے اس کی ماں کہہ کر پکاری جاتی ہیں مگر میری کوئی کنیت نہیں۔"

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تو بھی اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ کنیت رکھ لے۔" (اور ام عبداللہ کہلانا شروع کر دے۔) (ابو داؤد)

عبداللہ سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے

وَمَا اَرسَلْنٰکَ اِلاَّ رَحمَۃً لِّلعَالَمِین

هم نے آپ (محمد ﷺ) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

نعت رسول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے

عطا کیا مجھ کو درد الفت کہاں تھی یہ پر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

بشیر کہیے نذیر کہیے انہیں سراج منیر کہیے
جو سر بسر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے

کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

انہی کے در سے خدا ملا ہے انہی سے اس کا پتا چلا ہے
وہ آئینہ جو خدا نما ہے جمال حسن حضور ہی ہے

شعور و فکر و نظر کے دعوے حد تعین سے بڑھ نہ پائیں
نہ چھو سکے ان بلندیوں کو جہاں مقام محمدی ہے

یہی ہے خالدؔ اساس رحمت یہی ہے خالدؔ بنائے رحمت
نبیؐ کا فرمان زندگی ہے نبیؐ کا عرفان بندگی ہے

تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ "تو بھی اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ کنیت رکھ لے۔" یہ پایا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھانجے کو بھی بیٹے کی مانند قرار دیا ہے۔

حسن سلوک کا حقدار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! انسانوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ماں۔"

پھر پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تیری ماں۔"

تیسری بار پوچھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تیری ماں۔"

اور پھر جب چوتھی بار پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تیرا باپ۔" اور پھر اس کے بعد دوسرے رشتہ دار جو تیرے زیادہ قریب ہیں اور پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہیں۔" (صحیح مسلم)

رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کی جو تاکید قرآن و حدیث سے ثابت ہے، وہ معاشرے کی یک جہتی اور اتحاد کے لیے انتہائی ناگزیر ہے۔ جو رشتہ جتنا زیادہ قریب ہے اس کے ساتھ اتنا ہی زیادہ قریب ہونے کا حکم ہے اور جو ان رشتوں کی قربت کو نظرانداز کرے، وہ اتنا ہی معاشرتی اقدار کا قاطع سمجھا جائے گا اور اس کے لیے قرآن و حدیث میں اتنی ہی زیادہ وعید دی گئی ہے۔ اس کے لیے جنت حرام قرار دی گئی ہے۔ احادیث نبی اور آثار علماء کرام اس کی شہادت کے لیے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

رشتہ دار سے تعلق توڑنا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"رشتے داروں سے تعلق توڑنے والے اور ان سے بدسلوکی کرنے والے کو جنت کے اندر داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔"

نصیحت

امام زین العابدین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی تھی۔ "پانچ آدمیوں کے ساتھ کبھی نہ رہنا۔"

میں نے عرض کیا۔ "کون؟"

آپ نے فرمایا۔

"فاسق کے ساتھ کہ وہ تمہیں ایک لقمے بلکہ اس سے بھی کم میں بیچ دے گا۔"

میں نے پوچھا۔ "اس سے کم کیا شے ہو سکتی ہے؟"

آپ نے فرمایا۔ "ایک لقمے کی طمع کی جائے اور وہ بھی نہ ملے۔"

میں نے پوچھا۔ "دوسرا کون ہے؟"

آپ نے فرمایا۔ "بخیل۔ وہ اس چیز کو جس کی تمہیں سب سے زیادہ ضرورت ہوگی، تم سے علیحدہ کر دے گا۔"

میں نے پوچھا۔ "تیسرا کون؟"

فرمایا۔ "کذاب۔ وہ سراب کی طرح قریب کو تم سے دور کر دے گا اور دور کو قریب۔"

میں نے عرض کیا۔ "چوتھا کون؟"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ "احمق۔ کہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر الٹا نقصان پہنچا دے گا۔"

میں نے کہا۔ "پانچواں کون؟"

فرمایا۔ "رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا اور ان سے بدسلوکی کرنے والا۔ میں نے اسے خدا کی کتاب میں تین مقامات پر ملعون پایا ہے۔"

قطع رحمی کا عذاب

صلہ رحمی جس طرح ثواب موجب ہوتی ہے، بالکل اسی طرح قاطع رحم کو خدا کے عذاب شدید کی وعید سنائی گئی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سرکشی اور قطع رحمی سب گناہوں سے زیادہ اس بات کی مستحق ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والے کو خدا تعالیٰ دنیا میں سزا دے۔ علاوہ اس سزا کے جو اس نے اس کے لیے آخرت میں رکھی ہے۔" (ابو داؤد)

صلہ رحمی کی اتنی بڑی فضیلت صرف اس لیے ہے کہ انسانیت کی شان رشتہ جوڑنے میں اور انسانیت کا وجود تب ہی مسلم مانا جا سکتا ہے، جب ایک انسان دوسرے انسان کا بھائی بن کر رہے۔ ذرا سی بات پر فتنہ و فساد برپا کرنا اور آپس میں تعلق توڑ لینا توہین انسانیت ہے۔ رشتہ داروں کو آپس میں بڑی توقعات ہوتی ہیں، اس لیے ان کے اندر شکر رنجیاں زیادہ جنم لیتی ہیں۔ غیروں سے اتنی امید نہیں ہوتی، اس لیے رشتہ داروں کی نسبت ان سے قطع تعلق کی اس قدر نوبت نہیں آتی۔ رشتہ داروں کے معاملہ میں زیادہ اعلا حوصلگی، صبر و تحمل اور عفو و درگزر کی روش اگر اختیار نہ کی جائے تو رشتے برقرار نہیں رکھے جا سکتے۔

صلہ رحمی کرنے والا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت سے اس خطرہ سے متنبہ کیا ہے کہ صحیح صلہ رحمی کرنے کے لیے ضروری ہوگا کہ ان رشتہ داروں سے بھی صلہ رحمی کا سلسلہ بحال رکھا جائے جو قطع رحم پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو اپنے رشتہ داروں کی طرف سے کی گئی صلہ رحمی کے جواب میں صلہ رحمی کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ (اس کے جواب میں بھی) صلہ رحمی کرے۔" (ترمذی)

ترمذی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان اور بھی نقل ہوا ہے۔ "جو مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے، وہ کہیں بہتر ہے اس شخص سے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر دل برداشتہ ہوتا ہے۔"

اہل قرابت کے حقوق

اہل قرابت کے حقوق کو ہم ذیل میں اجمالی طور پر بیان کرتے ہیں، جو مذکورہ قرآن و حدیث کے حوالوں سے مستنبط کیے گئے ہیں۔

☆ اہل قرابت سے حد درجہ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے، ان کی طرف سے اگر مخاصمت یا عدم رواداری کا بھی سامنا ہو تو صلہ رحمی کے طور پر برداشت کیا جائے۔

☆ معاشی بدحالی و تنگ دستی میں ان کی مالی معاونت کی جائے۔

☆ خوشحال اہل قرابت کے ساتھ بھی تحفہ تحائف کا سلسلہ کیا جائے تاکہ الفت و مودت بڑھے۔

☆ اہل قرابت سے حتی المقدور تعارف رکھا جائے۔

☆ اہل قرابت سے جب بھی سامنا ہو یا انہیں بلایا جائے، ان کی زیادہ سے زیادہ عزت اور تعظیم کی جائے۔

☆ اہل قرابت کے بچوں پر زیادہ شفقت، جوانوں کے ساتھ محبت اور بوڑھوں کے ساتھ زیادہ قدر افزائی کا معاملہ کیا جائے۔

☆ اہل قرابت کی تعلیم و تربیت، سماجی ترقی اور معاشی خوشحالی کے پروگراموں میں بھرپور حصہ لیا جائے اور حتی المقدور اپنا مالی و بدنی حصہ ڈالا جائے۔

☆ اہل قرابت کو درجہ بدرجہ میراث میں حصہ لینے کا حسب شرع حق حاصل ہے۔

☆ ترتیب استحقاق میں اولاد، والدین، زوجین، بھائی، بہنیں سگی و سوتیلی، پوتی، پوتیاں اور دیگر عصبات اور

ذوی الارحام آتے ہیں۔

☆ اہل قرابت میں بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کرنا فرض ہے اور اس کے ساتھ کسی برائی پر اسے منع کرنا اور اسے اچھائی کا حکم دینا بھی اہل قرابت کا فرض اور استحقاق ہے۔

☆ اہل قرابت عام لوگوں کی نسبت زیادہ احسان، عفو و در گزر اور مہربانی و کرم کے مستحق ہیں۔

☆ اہل قرابت کے روزگار میں ان کی مدد کرنا فرض ہے، اہل قرابت سے مدد چاہنا استحقاق ہے۔

☆ اہل قرابت سے نسبی رشتوں کو بڑھانا اور باہمی شادی بیاہ کرنا فرض ہے۔

☆ اہل قرابت کو تحفظ مہیا کرنا اور دشمن کے خلاف مشترکہ دفاعی حصار قائم کرنا فرض ہے اور استحقاق کے زمرے میں آتا ہے۔

❄ ❄ ❄

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آمنہ بی بی کے گلشن میں آئی ہے تازہ بہار
پڑھتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم آج در و دیوار
نبی جی اللہ اللہ......
بارہ ربیع الاول کو وہ آیا در یتیم
ماہ نبوت مہر رسالت صاحب خلق عظیم
نبی جی اللہ اللہ......
اول آخر سب کچھ جانے دیکھے بعید و قریب
غیب کی خبریں دینے والا اللہ کا وہ حبیب
نبی جی اللہ اللہ......
حامد و محمود اور محمد دو جگ کا سردار
جان سے پیارا راج دلارا رحمت کی سرکار
نبی جی اللہ اللہ......

❄ ❄ ❄



سلام بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یا رسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
والہانہ جو طواف روضہ اقدس کرے
مست و بے خود وجد کرتی ان ہواؤں کو سلام
جو مدینے کی گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
تاقیامت ان فقیروں اور گداؤں کو سلام
مانگتے ہیں جو وہاں شاہ و گدا بے امتیاز
دل کی ہر دھڑکن میں شامل ان دعاؤں کو سلام
اے ظہوری خوش نصیبی لے گئی جن کو حجاز
ان کے اشکوں اور ان کی التجاؤں کو سلام
در پہ رہنے والے خاصوں اور عاموں کو سلام
یا نبیؐ تیرے غلاموں کے غلاموں کو سلام
کعبہ کعبہ کے خوش منظر نظاروں پر درود
مسجد نبویؐ کی صبحوں اور شاموں کو سلام
جو پڑھا کرتے ہیں روزوشب تیرے دربار میں
پیش کرتا ہے ظہوری ان سلاموں کو سلام

❄ ❄ ❄

نعت شریف

غلاموں سلاموں کے نغمے سناؤ کہ دنیا میں خیرالوری آگئے ہیں

مبارک تمہیں عاصیوں غم کے مارو محمد حبیب خدا آگئے ہیں

کھلے پھول غنچے سجی ڈالی ڈالی ہیں تشریف لائے دوعالم کے والی

چمن در چمن ہو رہی ہے منادی شہنشاہ ارض و سماء آگئے ہیں

خدا جس پر نازاں خدائی بھی قرباں مہک جس کی پھیلی گلستاں گلستاں

یہ کتنا کرم ہے تیرے گھر حلیمہ وہ پیارے نبی مصطفیٰ آگئے ہیں

امیرو فقیر بے نواؤ دوعالم کے داتا کی محفل سجاؤ

تم اپنے مقدر پہ جھومو گداؤ دوعالم کے حاجت روا آگئے ہیں

یہ کون آیا اوڑھے کرم کا دوشالا میرا مدینے والا میرا مدینے والا

اسی بات نے عاصیوں کو سنبھالا کہ شافع روز جزا آگئے ہیں

پڑھے جا تو نبی کی نعتیں نیازی نبی تجھ پہ راضی خدا تجھ پہ راضی

تیرا دامن بھرا ہی رہے گا منبع جودو سخا آگئے ہیں

سلام بحضور سرورِ کونین ﷺ

اے صبا مصطفیٰ سے کہہ دینا غم کے مارے سلام کہتے ہیں
یاد کرتے ہیں تم کو شام و سحر دل ہمارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ حضور کی باتیں مرحبا رنگ و نور کی باتیں
چاند جن کی بلائیں لیتا ہے اور ستارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ حضور کے گیسو بھینی بھینی مہکتی وہ خوشبو
جس سے معمور ہے فضا ہر سو وہ نظارے سلام کہتے ہیں

جب محمدؐ کا نام آتا ہے رحمتوں کا پیام آتا ہے
لب ہمارے درود پڑھتے ہیں دل ہمارے سلام کہتے ہیں

زائرِ کعبہ تو مدینہ میں پیارے آقا سے اتنا کہہ دینا
آپ کی گردِ راہ کو آقا بے سہارے سلام کہتے ہیں

ذکر تھا آخری مہینہ کا تذکرہ چھڑ گیا مدینے کا
حاجیوں مصطفیٰ سے کہہ دینا غم کے مارے سلام کہتے ہیں

اے خدا کے حبیب پیارے رسولؐ یہ ہمارا سلام کیجئے قبول
آج محفل میں جتنے حاضر ہیں مل کے سارے سلام کہتے ہیں